حج تربیت نفوس وتہذیب اخلاق بہترین موقع

پروفیسر سید فرمان حسین
شعبہ شیعہ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اسلام میں چھ عبادتیں ہیں، جن میں سے دو کا تعلق انسان کے جسم سے ہے، دو کا تعلق مال سے ہے اور دو عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق جسم اور مال دونوں سے ہے۔

صرف جسم سے تعلق رکھنے والی دو عبادتیں ہیں نماز اور روزہ۔ صرف مال سے تعلق رکھنے والی دو عبادتیں خمس اور زکوٰۃ ہیں۔ ایسی دو عبادتیں جن کا تعلق جسم سے بھی ہے اور مال سے بھی ہے وہ حج اور جہاد ہیں۔

حج کے لغوی معنی: یہ لفظ حَج اور حِج دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ لسان العرب میں اس کے معنی ہیں قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا

اصطلاحی معنی مکہ میں جاکر بیت اللہ (کعبہ) عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ کا قصد کرنا اور طواف ودیگر مناسک حج ادا کرنا اور مقررہ آداب واعمال بجالانا۔

حج کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جسے اسلام نے شروع کیا ہو بلکہ اسکا رواج قدیم زمانہ سے ہے۔ انبیاء ماسلف کے ادوار میں بھی خانۂ کعبہ عقیدتوں کا مرکز رہا ہے۔ طواف ماقبل اسلام زمانہ میں بھی ہوتا تھا۔ احرام کا رواج بھی پہلے سے ہے۔ سر منڈانے کا چلن بھی قدیم ہے۔

صفا اور مروہ نام کی دو پہاڑیوں کے درمیان سعی تو حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ اور جناب اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؑ کی تاسی کا ہی نام ہے۔ قربانی پہلے بھی ہوتی تھی۔ اسلام نے تو ان رسوم اور رواجوں کی اصلاح اور تطہیر کی ہے۔ اور ایسی تمام رسموں کو ختم کردیا ہے جن میں شرک یا کفر کی آمیزش تھی۔ اسلام نے برہنہ طواف کرنے کو ختم کیا ہے۔ قربانی کے گوشت کو کعبہ کے دروازہ پر لٹکانے پر پابندی عائد کی ہے۔ قربانی کے گوشت کو جلا دینے کے رواج کو ختم کیا ہے اور قربانی کے خون کو کعبہ کی دیواروں پر ملنے کا سدباب کیا ہے۔ حج کے دوران گونگا بننے کے رواج پر قدغن لگایا ہے۔ شاعری کے مقابلے، سیر تماشے، میلے اور ناچ وغیرہ پر پابندی لگادی ہے۔

حج کا تذکرہ قرآن مجید میں: قرآن مجید میں حج کا تذکرہ مندرجہ ذیل سوروں میں ہوا ہے:

سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ مائدہ، سورہ ابراہیم، سورۂ حج اور سورۂ فتح۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

انّ الصفا والمروة من شعائر اللّٰه فمن حج البيت اوعتمر فلاجناح عليه ان يطوف بهما ومن تطوع خيراً فان اللّٰه شاكرٌ عليم[1]

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان دونوں (صفا ومروہ) کا طواف کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی بھلائی کرے تو اللہ اس کی قدر دانی کرتا ہے اور اس کے خلوص کو خوب جانتا ہے۔

درحقیقت یہ اس دعا کا جواب ہے، جو حضرت ابراہیمؑ نے اس طرح کی تھی۔

ربنا واجعلنا مسلمين لک ومن ذريتنا امة مسلمة لک و ارنا مناسکنا وتب علينا انک انت التواب الرحيم۔[2]

ترجمہ: اے ہمارے رب تو ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت کو اپنا فرماں بردار بنا۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں اس عبادت کے ارکان بتادے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنا۔

(عمرہ کے لفظی معنٰی ہیں زیارت کرنا اور شرعی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے مسجد حرام میں حاضری اور طواف وسعی وغیرہ کرنا)۔

سورۂ بقرہ میں ہی ایک مقام پر کہا گیا ہے:

واذجعلنا البيت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهيم مصلىٰ وعهدنا الىٰ ابراهيم واسماعيل ان طهرا بيتى لطائفين والعاكفين والركع السجود[3]

ترجمہ: جب ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور مقام امن قرار دے دیا اور لوگوں کو حکم دے دیا کہ برکت حاصل کرنے کے لئے مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو اور ہم نے بنا کعبہ کے وقت ابراہیم واسماعیل کو حکم دیا کہ میرے اس گھر کو پاک صاف رکھو بیرون اور مقامی لوگوں کی عبادت کے واسطے اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے واسطے۔

اس آیت میں مندرجہ ذیل پہلوؤں کی طرف توجہ دینا انتہائی مفید ہے:

ا۔ مثابہ ثاب یثوب مثاباً سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ اس لیے مثابہ کے معنی ہوئے لوٹنے کی جگہ یعنی مرجع جہاں آدمی بار بار لوٹ کر جائے۔ یہ ارشاد اسی لئے ہوا ہے کہ بیت اللہ ہمیشہ سے ہے جو مرجع خلائق ہے اور یہ اس کی خاص فضیلت ہے کہ لوگ اس کی طرف بار بار لوٹنے کے آرزومند رہتے ہیں، ورنہ دنیا کے ہر منظر کو خواہ وہ کتنا ہی حسین اور دلکش ہو، ایک دو بار دیکھ کر آدمی ،سیر ہوجاتا ہے اور دو چار بار دیکھنے کے بعد تو بالکل بھی شوق نہیں رہتا، جبکہ بیت اللہ میں نہ تو کوئی خوش منظر نظارہ ہے، نہ وہاں دنیا کا کوئی کاروبار ہوتا ہے مگر دلوں میں تڑپ اس قدر ہوتی ہے کہ جو ایک بار جاتا ہے وہ بار بار جانا چاہتا ہے۔

بیت سے مراد صرف کعبہ ہی نہیں بلکہ پورا حرم مراد ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو حکم دے دیا گیا ہے کہ حرم محترم کو قتل وقتال ،جنگ و جدال اور لڑائی جھگڑوں سے بالا تر رکھو۔

قبل اسلام بھی زمانۂ جاہلیت میں عرب بہت سی خرابیوں اور شرک وکفر کی رسموں میں مبتلا ہونے کے باوجود بیت اللہ اور اس کے ماحول کی تعظیم وتکریم کو ایسا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے کہ کیسا ہی دشمن وہاں کسی کو مل جائے وہ حرم میں نہ اس سے قصاص وانتقام لیتے تھے نہ لڑتے جھگڑتے تھے، حرم کے احترام کا حال یہ تھا کہ باپ کا قاتل بیٹے کے سامنے آجاتا تھا تو مقتول کا بیٹا اسکے خون کا پیاسا ہوتا تھا تو بھی اپنی آنکھیں نیچی کرکے گزر جاتا تھا۔

طہر بیتی کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ کعبہ اور حرم کو ظاہری نجاسات اور گندگی سے پاک رکھو بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ اسے باطنی نجاسات سے بھی پاک رکھو یعنی جب وہاں آؤ تو کفر، شرک، بغض حسد، حرص، تکبر، غرور، فریب، مکر، ریاکاری اور نام ونمود سے خود کو پاک کرلو۔

سورہ حج میں ارشاد ہوتا ہے:

واذ بوأنا لابراهيم مكان البيت ان لاتشرک بی شيئا وطهر بيتی لطائفين والقائمين والركع السجود واذن فی الناس بالحج ياتوک رجالا وعلىٰ كل ضامرياتين من كل فج عميق ؎

ترجمہ:اور جب ہم نے ابراہیم کو خانۂ کعبہ کی جگہ بتلادی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے واسطے پاک

رکھنا اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز کے راستوں سے پہنچی ہوں گی ۔

مذکورہ بالا آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو خانۂ کعبہ کی جگہ اللہ نے بتائی تھی، ورنہ کعبہ اس وقت ٹیلے کی شکل میں تھا وہاں ببول اور کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا اور ابتداء میں کعبہ کو پاک رکھنے کا حکم صرف حضرت ابراہیم کو ہوا تھا، بعد میں حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوگئے اور ہاتھ بٹانے کے قابل ہوگئے تو پھر باپ اور بیٹے دونوں کو حکم دیا گیا۔

یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے کعبہ تعمیر کرنے سے قبل بھی اللہ نے اسے اپنا گھر ہی کہا تھا۔ اسی سے کعبہ کی قدامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔

حضرت ابراہیم نے کعبہ اور اس کے گرد رہنے والوں کا تذکرہ اپنی اس دعا میں اس طرح کیا ہے:

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔ ۵

ترجمہ:اے ہمارے رب !میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر یعنی خانۂ کعبہ کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل بھی نہیں ہے، آباد کرتا ہوں تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں۔ اے خدا! تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور ان کو پھل عطا فرما تاکہ یہ لوگ شکرگزار رہیں۔

ان دعاؤں کے نتیجہ میں کعبہ اور مکہ کے سلسلہ میں خداوند عالم کی طرف سے اس طرح اعلان ہوا:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارک وھدی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا وللہ علی الناس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔۶

ترجمہ:سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے جو برکتوں والا اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے، جو اس میں داخل ہوگیا اس کے لئے امن وامان ہے اور لوگوں پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج ہے جسے بھی وہاں تک پہنچنے کی

استطاعت ہو۔ اور جس نے اس سے انکار کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس طرح حج کی کچھ تفصیل اور اہمیت تو قرآن کریم نے بتادی ہے اور باقی تفصیلات رسول کریمؐ نے اپنے زبانی ارشادات اور عملی بیانات سے واضح کردی ہیں۔آنحضرتؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔

من حج بمال فقال لبیک اللھم لبیک قال اللہ له لالبیک ولا سعدیک حجک مردود علیک۔ ۷

ترجمہ: جو شخص مال حرام سے حج کرے اور لبیک اللھم لبیک کہے تو خداوند عالم اس سے فرماتا ہے کہ لالبیک ولاسعدیک تیرا حج مقبول نہیں ہے۔

حضرت علیؑ نے حج کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے:

ان افضل ماتوسل له المتوسلون الی اللہ سبحانه وتعالیٰ حج البیت واعتمارہ فانھما ینفیانی الفقر ویرحضان الذنب ۸

ترجمہ: بہترین چیز جس سے توسل کرنے والے توسل کرتے ہیں اللہ تک رسائی کے ہیں وہ بیت اللہ کا حج اور عمرہ ہے۔ ان دونوں کے ذریعہ فقر دور ہوتا ہے اور گناہ دھل جاتے ہیں۔

حج کی افادیت:

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے اس کے ذریعہ اللہ نے سماج کو پروقار، پرامن اور با مقصد زندگی جینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ ہر عبادت میں انفرادی سعادت کے ساتھ ساتھ اجتماعی فلاح وبہبود کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ نماز فرادیٰ بھی پڑھی جاسکتی ہے مگر جماعت کی نماز کا حسن اور افادیت کچھ اور ہی ہے۔ روزہ اگر چہ ایک فرد کی عبادت کا نام ہے مگر ایک خاص مہینہ میں روزوں کی فرضیت خود بخود ایک روحانی فضا پیدا کردیتی ہے، جس سے پورے سماج میں ایک روح پرور ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔ خمس وزکوٰۃ سماج کے کم زور طبقوں کی خیر گیری کا بہترین وسیلہ ہیں۔ جہاد درحقیقت سماج سے برائیوں کے دور کرنے اور صالح معاشرہ تشکیل دینے کی جدوجہد کا ہی نام ہے جسے کچھ نادان دوستوں نے اور کچھ دشمنوں نے ایسا بدنام کیا ہے کہ اس کے معنی ہی تبدیل کردئے گئے۔

محلّہ کی مسجد میں نماز اسلامی سماجی کی پروقار تشکیل کا پہلا قدم ہے۔شہر کے لوگوں کے لئے

جمعہ کی نماز کا قیام ان کے اجتماع کا اگلا زینہ ہے۔

عید کی نماز کے لئے اکٹھا ہونا اس تسلسل کی اہم کڑی ہے اور حج تو تمام دنیا کے مسلمانو ں کو اکٹھا ہوجانے کی سعی بلیغ کا ہی نام ہے۔

یوں تو دنیا میں ایسے بہت سے پلیٹ فارم ہیں جہاں اقوام وملل ،حکومت اور سلطنتوں کے نمائندے جمع ہوکر عالمی مسائل پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے ہیں مگر سب کو معلوم ہے کہ ان جلسوں ، کانفرنسوں ،سمیناروں ، اور اجلاسوں میں شریک ہونے والوں کے دلوں میں کس قدر خلوص ہوتا ہے اور کتنی ریاکاری سیاست اور ڈپلومیسی ہوتی ہے۔ خود ان کے کردار میں کس قدر پاکیز گی یا گندگی ہوتی ہے، وہ بھی کسی باہوش اور باخبر انسان سے چھپی ہوئی چیز نہیں ہے، جبکہ حج کے بارے میں قرآن نے کہا ہے :

الحج اشهر معلومات ممكن فرض فيهن الحج فلارفث ولافسوق ولاجدال فى الحج

ترجمہ: حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں ان مقررہ مہینوں میں حج کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ حج کے دوران کوئی شہوانی فعل کوئی بدعمل اور کوئی لڑائی جھگڑے کی بات نہ کرے۔

۲۔ حج خانہ کعبہ اور حرم مطہر میں حاضری اور دیگر ارکان کے بجالانے کا نام ہے اور اس سے متعلق جو آیات قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر تذکرہ عام لوگوں سے متعلق ہے :

مثلاً ایک آیت میں کہا گیا ہے۔

انّ اوّل بيت وضع للناس

یہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے منایا گیا ہے۔

اس آیت میں آگے کہا گیا ہے:

ولله على الناس حج البيت

اور لوگوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔

ایک اور آیت میں کہا گیا ہے۔

واذ جعلنا البيت مثابة للناس وامنا

ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کا مرجع معبد اور مقام امن مقرر کیا ہے۔

ایک دوسری آیت میں جناب ابراہیمؑ کوحکم اس طرح دیا گیا ہے۔

واذن فی النّاس بالحج

اور لوگوں میں (اے ابراہیم) حج کا اعلان کرو۔

ان آیات کا مطالعہ کرنے سے ہی اندازہ ہوجاتا ہے کہ حج کا منظر نامہ کس قدر وسیع ہے اور یہ عبادت کسی خاص نسل، رنگ، علاقہ، طبقہ یاملک تک محدود نہیں ہے بلکہ پوری بنی نوع انسان کے لئے دعوت فکر وعمل ہے۔

۳۔ جوشخص یا جاندار بیت اللہ اور اس کے حرم میں داخل ہوجائے اس کیلئے امن وامان ہے۔ کوئی اسے قتل نہیں کرسکتا۔ کوئی انتقام یا قصاص نہیں لے سکتا کیونکہ یہ مقدس گھر تو سبھی کے لئے بنایا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ بے جان درختوں یا گھاس تک کو اس عبادت کے دوران اکھاڑا نہیں جاسکتا، ضبط نفس، تحمل کظم غیظ اور وسعت قلب ونگاہ بے مثال مرقع ہے جس کی نظیر دنیا لانے سے قاصر ہے۔

۴۔ اس میں داخل ہوجانے والے کا مامون ومحفوظ ہوجانا درحقیقت ایک پیغام ہے کہ اللہ کو خون ریزی اور قتال وجدال پسند نہیں ہے۔ اگر اسے یہ بات پسند ہوتی تو وہ اپنے گھر کے پاس آنے والوں کو بھی اس کی اجازت دیتا لیکن اس کے قریب جدال وقتال سے سختی کے ساتھ منع کرنا بلکہ جانوروں اور نباتات تک کومحفوظ کردینا، اس بات کا اعلان ہے کہ یہ چیزیں اللہ کوکس قدر ناپسند ہیں۔

ان احکام میں حج کرنے والوں کے تزکیہ نفوس اور تربیت اذہان کا بھی لائحۂ عمل ہے اور جو لوگ وہاں نہیں پہنچ پاتے ہیں ان کے لئے بھی اسلام کی روح سمجھنے، دین کے انداز کو پرکھنے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے طریقوں کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

۵۔ آیت میں **ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین۔**

جوشخص حج کا منکر ہوتو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے، کہہ کر یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ حج کرنے یا نہ کرنے سے اللہ کی الوہیت قدرت ، حاکمیت اور ملکیت اور مالکیت پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے بلکہ حج کرنے والے کی اصلاح اور تربیت ہوتی ہے، معاشرہ میں روحانیت کا جلوہ ابھرتا ہے، نفس میں پاگیزگی اور بلندی پیدا ہوتی ہے جس سے زندگی میں فلاح وسعادت کا حصول ہوتا ہے۔ آیت میں کفر کا لفظ تہدید اور تاکید کے لئے ہے یعنی منکر حج ہونے کا عمل کافروں جیسا ہے۔

۶۔ حج ایک عاشقانہ عبادت ہے اس میں انسان عاشقوں کی طرح دوڑتا بھی ہے اور لپکتا بھی ہے، نہ سر پر عمامہ، نہ ٹوپی، نہ لباس کی فکر، نہ زیب وزینت کی تمنا، حج کرنے والے کی کیفیت بس اس عاشق جیسی ہے جو اپنے محبوب کے دیدار کے لئے دیوانہ وار چلا جارہا ہو۔

۷۔ حج کمال اتحاد و انتہائی عجز وانکسار کا مظاہرہ ہے۔معمولی سالباس بے سلا، بے رنگ صرف دو چادریں جن میں سے ایک تہ بند اور دوسری چادر جسم کے اوپر کے حصہ پر اوڑھ لی جانے والی ،سرکھلا ہوا، پاؤں میں موزے نہیں،عورتیں سادہ لباس میں، نہ خوشبو نہ تیل، نہ بال کٹوانا ، نہ ناخن ترشوانا، نہ حرم کے پودوں کا اکھاڑنا ، نہ کسی جانور کا شکار کرنا، نہ شکار کوڈرانا بھگانا، نہ کسی شکاری کی مدد کرنا، نہ بیوی سے قربت کرنا، نہ واہیات بے ہودہ کتابیں پڑھنا، نہ لغو باتیں کرنا، بس اللہ کو یاد کرنا گناہوں ، خطاؤں ، لغزش اور غلطیوں کے لئے استغفار کرنا، درود پڑھنا اور خود کو اللہ کے حضور پیش کرنا، یعنی ایک مخصوص مدت تک ترک لذات، پسندیدہ عادات پر کنٹرول، ترک زینت، ترک واحتشام سے دوری اختیار کرنا اور خود کو اپنے خالق کے حضور ذلیل وحقیر انداز میں پیش کرنا۔

۸۔حج کے لئے نیت خالص ہو۔ ریاکاری کا دخل نہ ہو۔ حج مال حلال سے کیا ہو۔ رشوت ، چوری، چور بازاری،فریب مکراورظلم سے حاصل کیا ہوا مال نہ ہو۔

۹۔جس شخص کو امیر بنایا جائے بہتر یہی ہے ہ وہ دین دار سمجھ دار ، ہوشیار، تجربہ کار، متواضع اورخوش اطوار ہو۔

۱۰۔ ارکان حج ادا کرتے وقت ان امور کو نظر میں رکھنا چاہئے جو اللہ نے اس عظیم الشان اورفقید المثال اجتماع سے وابستہ رکھے ہیں، یعنی اللہ کا ذکر ہو،تہلیل وتسبیح واستغفار ہو،خود کے لئے اور سب کے لئے دعاہو۔،قرآن مجید کی تلاوت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف ہو۔

۱۱۔کسی شخص کو ڈھکیلا نہ جائے ،کسی کو ہٹایا نہ جائے، گرایا نہ جائے،اور کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔

۱۲۔حج تطہیر دین اور تزکیہ نفس کا عدم النظیر وسیلہ ہے۔ان ایام میں حج کرنے والے کی توجہ صرف اپنے خالق اور مالک کی طرف ہی ہوتی ہے۔ وہ دنیوی آلائش وآسائش سے مستغنیٰ ہوجاتا ہے۔

۱۳۔ حج کا ماحول بھی ایسا ہوتا ہے کہ ہرطرف سے ذکر الٰہی کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اور ہرشخص کی کوشش رجوع الی اللہ کی ہوتی ہے۔ ماحول دینی اور فضا روحانی ہوتی ہے جس سے قلب

و دماغ اور فکر و نظر پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

۱۴۔ حج اسلامی اور انسانی وحدت کا بے مثال مرقع ہے جہاں ہر علاقہ ہر رنگ اور ہر طبقہ ہر زبان اور ہر لباس کے لوگ ہر طرف سے آتے ہیں اور اس مرکز پر جمع ہوتے ہیں۔ سب کا لباس ایک، زبان پر ایک ہی بات، سب کی نیت ایک، عمل ایک اور عمل کا وقت بھی ایک ہوتا ہے۔ صفا اور مروہ کی سعی ہو، منیٰ میں قیام ہو، قیام عرفات ومزدلفہ میں شب بسری ہو، ہر کام میں یک رنگی ، یک جہتی اور ہم آہنگی ہوتی ہے۔

۱۵۔ حج عالمی امن کے قیام کا ذریعہ: ہر طرف کے لوگ جو دین الٰہی سے سرفراز ہیں حج اور اس کی تیاری کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔ جانے والے سفر کا اہتمام کرتے ہیں۔ اعزاء واقارب اور احباب ان کی رخصت اور استقبال کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اہل حکومت ان کے سفر کے بعافیت مکمل ہوجانے کی تیاری کرتے ہیں۔ عام لوگ راستوں کے پر امن ہونے کی دعا کرتے ہیں تاکہ حاجیوں کا سفر بعافیت ہو۔

یہ پورا سلسلہ قیام امن کی بے مثال اور مسلسل تحریک ہے ، حرمت والے چار مہینوں میں جنگ بندی اور امن عالم کے قیام کی ایک غیر مادی غیر سیاسی پر خلوص تحریک کا انداز ہے۔

۱۶۔ بیت اللہ حرم اور مکہ مرکز امن ہوجاتے ہیں جہاں سب کے حقوق برابر ہیں اور ان لوگوں کو بھی یہ ذہن نشین ہوجاتا ہے کہ ان کا معبود صرف ایک ہی ہے اور سب مخلوق کا خالق بس وہی ہے اور محمد مصطفیؐ اس کے رسول ہیں۔

اس خطہ ارض میں مقیم اور مسافر سب برابر ہیں۔

سواء العاکف فیہ والباد۔

۱۷۔ یہ ایک بے مثال کانفرنس بھی ہے جس میں علاقہ ،رنگ ،نسل اور طبقہ کے امتیازات مٹ جاتے ہیں، اخوت اسلامی نقطۂ معراج پر ہوتی ہے اور سب لوگ مل کر دینی ، ملی ،معاشی ، معاشرتی اور قومی ضروریات پر تبادلہ خیالات کرکے ایک موثر اور کامیاب لائحہ عمل تیار کرسکتے ہیں اور لیشھدوا منافعلھم کی عملی تصویر لوگوں کے سامنے آسکتی ہے۔

۱۸۔ حج موقع فراہم کرتا ہے کہ انسان خود کو بے جا رسوم سے آزاد کرلے۔ وہ خود کو قرابت

داری کے بے جا بندھنوں سے بھی آزاد کراسکتا ہے اور مال کی محبت کے افسوں سے بھی باہر آسکتا ہے۔

۱۹۔ حج کے ذریعہ بزرگوں کو یاد رکھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دینا ہے۔ للّٰہیت کے سارئے میں روحانیت کی فضا قائم کرنے اور صالح معاشرہ کی تشکیل کی تحریک پیدا کرتا ہے۔

۲۰۔ یہ عبادت وحدت اذہان وحدت ارکان، وحدت اعمال، وحدت افکار، وحدت اذکار اور وحدت انسان کا ماحول پیدا کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ معاشرہ میں انسانیت، جذبۂ حرکت وعمل تطہیر ذہن اور دینی ودنیوی صلاح وفلاح کے دروازے کشادہ ہوجاتے ہیں۔

۲۱۔ حج ایک طرف ترک وطن، ترک عادات، ترک رسوم، ترک لذّات اورترک زینت کی قوت عطا فرماتا ہے،تو دوسری طرف نفس پر کنٹرول، رجوع الی اللہ، جذبۂ اخوت، اور جذبۂ یک رنگی وہم آہنگی اور مساوات کی ٹریننگ ہے۔

❖

حوالے:

۱۔سورہ بقرہ آیت ۱۵۹
۲۔سورہ بقرہ آیت
۳۔سورہ بقرہ آیت ۱۲۵
۴۔سورۂ حج آیت ۲۶
۵۔سورۂ ابراہیم آیت ۳۷
۶۔سورہ آل عمران آیت
۷۔ الدرالمنثور، جلد ۲ صفحہ ۶۳
۸۔خطبہ نمبر ۱۱۰